سوال

(274)ولی کے بغیر نکاح کا حکم اور دو حدیثوں میں تطبیق

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

عورت بالغہ مطلقہ بغیر اذن اپنے والد کے اپنا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ اگر کرلیا تو جائز ہوگا یا نہیں؟ قرآن وحدیث سے جو حکم ہو بیان فرمایا جائے اور حدیث :

"أيما امرأة نكحت بغير إذن وليها فنكاحها باطل"

اور حدیث :

"الأيم أحق بنفسها من وليها"

میں کیا صورت جمع کی ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کوئی عورت بغیر اذن اپنے ولی کے اپنا نکاح نہیں کر سکتی۔ صحیح بخاری (3/154 طبع مصر) میں ہے :

باب من قال: لا نكاح الا بولي لقول الله تعالىٰ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ (البقرة: 232) فدخل فيه الثيب وكذلك البكر وقال: وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا وقال: وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ منكم اخبرني عروة بن الزبير ان عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم اخبرته ان النكاح في الجاهلية كان على اربعة انحاء فنكاح منها نكاح الناس اليوم يخطب الرجل الى الرجل وليته او ابنته فيصبقها ثم ينكحها فلما بعث محمد صلى الله عليه وسلم بالحق هدم نكاح الجاهلية كله الا نكاح الناس اليوم عن الحسن قال: ((فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ)) قال حدثني معقل بن يسار انها نزلت فيه قال: زوجت انتا لي من رجل فطلقها حتى اذا انقضت عدتها جاء يخطبها فقلت له: زوجتك وفرشتك واكرمتك فطلقتها ثم جئت تخطبها لا والله لا تعود اليك ابدا وكان رجلا لا باس به وكانت المراة تريد ان ترجع اليه فانزل الله هذه الاية ((فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ)) فقلت: الآن افعل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: فزوجها اياه" [1] واللہ تعالیٰ اعلم۔

(باب جس نے کہا کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "پس تم ان کو مت روکو۔ "اس میں ثیبہ اور باکرہ سب داخل ہیں نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "اور (اپنی عورتیں) مشرک مردوں کے نکاح میں نہ دو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔ "نیز اس کا فرمان ہے۔ "اور اپنے میں

سے بے نکاح مردوں اور عورتوں کا نکاح کردو۔ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو خبر دی کہ زمانہ جاہلیت میں چار طرح سے نکاح ہوتے تھے ایک صورت تو یہی تھی جیسے آج کل لوگ کرتے ہیں ایک شخص دوسرے شخص کے پاس اس کی زیر پرورش لڑکی یا اس کی بیٹی کے نکاح کا پیغام

بھیجتا اور اس کی طرف پیش قدمی کر کے اس سے نکاح کرتا۔ پھر جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق کے ساتھ رسول بن کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے تمام نکاح باطل قرار دیے صرف اس نکاح کو باقی رکھا جس کا آج کل رواج ہے۔

حدیث :

"أيما امرأة نكحت بغير إذن وليها فنكاحها باطل"[2]

اور حدیث :

"الأيم أحق بنفسها من وليها"[3]

میں کوئی تعارض نہیں ہے کہ جمع کی ضرورت ہو، اس لیے کہ حدیث اول و نیز آیات و دیگر احادیث مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی عورت بغیر اذن اپنے ولی کے اپنا نکاح نہیں کر سکتی اور حدیث ثانی سے اس کا خلاف ثابت نہیں ہوتا کہ کوئی عورت اپنا نکاح بغیر اذن اپنے ولی کے بھی کر سکتی ہے، بلکہ حدیث ثانی میں صرف اس قدر مذکور ہے کہ ایم عورت اپنے نفس کے ساتھ بہ نسبت اپنے ولی کے زیادہ حق رکھتی ہے مگر اس حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ عورت مذکورہ کسی امر میں بہ نسبت اپنے ولی کے زیادہ حق رکھتی ہے؟ پس اس صورت میں اس حدیث سے صرف اس قدر ثابت ہوگا کہ اگر عورت مذکورہ کے اذن اور اس کے ولی کے اذن میں تعارض واقع ہو تو عورت مذکورہ کا اذن ولی کے اذن پر مقدم سمجھا جائے گا، یعنی اگر عورت مذکورہ کا ولی اس کے کسی کفو شخص سے اس کا نکاح کر دینا چاہے اور عورت مذکورہ اس نکاح کو نا منظور کرے تو ولی عورت مذکورہ کا نکاح اس شخص سے نہیں کر سکتا اور اگر عورت مذکورہ چاہے کہ میرا نکاح فلاں شخص کفو سے کر دیا جائے تو ولی کو اس کا نکاح اس شخص سے کر دینا ہوگا اور اگر ولی نا منظور کرے گا اور نا منظوری پر اصرار کرے گا تو ولی مذکورہ ولایت سے معزول ہو جائے گا اور عورت مذکورہ کا کوئی اور ولی جو درجہ ولایت میں ولی مذکور کے بعد ہے، عورت مذکورہ کا نکاح اس شخص سے کر دے گا اور اگر وہ بھی نا منظور کرے گا اور نا منظوری پر اصرار کرے گا تو وہ بھی معزول ہو جائے گا اور اس کے بعد کے درجے کا ولی عورت مذکورہ کا نکاح اس شخص سے کر دے گا اور اگر عورت مذکورہ کے تمام اولیا اسی طرح نا منظور کرتے جائیں گے تو سب کے سب معزول ہوتے چلے جائیں گے اور جب کوئی ولی باقی نہ رہے گا تو آخر میں سلطان اس کا نکاح کر دے گا کہ اس صورت میں سلطان ہی اس کا ولی ہے جیسا کہ حدیث اول کے آخر میں ہے :

"فالسلطان ولي من لا ولي له"[4]

الحاصل حدیث ثانی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عورت مذکورہ اپنا نکاح بغیر اذن اپنے ولی کے کر سکتی ہے، بلکہ جو کچھ ثابت ہوتا ہے، وہ صرف اس قدر ہے کہ اذنین کے تعارض کے وقت عورت مذکورہ کا اذن مقدم سمجھا جائے گا، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور ظاہر ہے کہ اس معنی میں اور حدیث اول کے معنی میں کوئی تعارض نہیں ہے کہ جمع کی ضرورت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

---

[1]۔ صحیح البخاری رقم الحدیث (4834)

[2]۔ صحیح البخاری رقم الحدیث (4834)

[3]۔ سنن ابی داود رقم الحدیث (2083)

[4]۔ سنن ابی داود رقم الحدیث (2083)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب النکاح، صفحہ: 479

محدث فتویٰ